درسِ قرآن

محمد احمد حافظ

اہلِ ایمان کی فلاح کا دارومدار

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰه لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ o (آلِ عمران،۲۰۰)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! صبر کرو اور (شدائد جنگ کے باوجود) جمے رہو اور (مقابلے کے لیے) مستعد رہو اور اللہ رب العزت سے ڈرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

یہ سورۃ آلِ عمران کی آخری آیت ہے اور گویا پوری سورۃ کا خلاصہ ہے۔ اس آیت پر اہلِ ایمان کو چار چیزوں کی وصیت کی گئی ہے: (۱) صبر (۲) مصابرہ (۳) مرابطہ (۴) تقویٰ

زمانہ حال میں جیسے حالات چل رہے ہیں اور اہلِ ایمان جس قسم کی تکالیف اور صعوبتوں سے نبرد آزما ہیں اور جس طرح اہلِ حق علماء کو شہید کیا جا رہا ہے ان حالات کے پس منظر میں یہ آیت ہمیں ایک خاص سبق دیتی ہے۔

صبر

آیتِ کریمہ میں پہلے نمبر پر صبر کو بیان کیا گیا ہے۔ صبر کی علماء نے تین قسمیں بیان کی ہیں:

(۱) صبر علی الطاعات: یعنی اللہ تعالیٰ کے اوامر کی پابندی کرنا اور رسول اللہ ﷺ کی مبارک سنت کو لازم پکڑنا۔

(۲) صبر عن المعاصی: یعنی جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے روک دیا ہے ان سے رک جانا۔ خواہ وہ نفس کو کتنی ہی مرغوب کیوں نہ ہوں۔

(۳) صبر علی المصائب: یعنی مصیبت و تکلیف پر صبر کرنا خاص طور پر جبکہ یہ مصائب اللہ کے دین پر عمل پیرا ہونے کے بعد پیش آئیں۔ ان مصیبتوں سے گھبرا کر دامنِ حق نہ چھوڑنا بلکہ پہلے سے زیادہ مضبوطی کے ساتھ پکڑ لینا۔

مصابرت

آیت کریمہ میں دوسری چیز مصابرت ذکر فرمائی گئی، اس کے معنیٰ ہیں دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہنا۔ شدائد جنگ اور زخموں سے چور ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ سے آخرت کے اجر کی امید رکھتے ہوئے میدانِ جہاد میں ڈٹے رہنا۔ علماء کرام نے اس کی ایک اور تفسیر کی ہے کہ جس طرح ہر مؤمن و مسلم کے ظاہری دشمن میں اسی طرح باطنی دشمن بھی ہیں جن میں سب سے زیادہ خطرناک انسان کا نفس ہے، تو اس سے بھی ہر وقت چوکنا اور مستعد رہنے کی ضرورت ہے' اس لیے کہ یہ کسی وقت بھی انسان کو راہِ حق سے بھٹکا کر گناہوں کی پرخار وادی میں دھکیل سکتا ہے۔ اس لیے اس سے بھی ہوشیار رہنا لازم ہے۔

مرابطہ

آیتِ کریمہ میں تیسری چیز مرابطہ ذکر فرمائی گئی ہے، رباط کا لغوی معنیٰ باندھنا، نگرانی کرنا، دشمن کے مقابلے میں دارالاسلام کی سرحدوں کی حفاظت کرنا، اسلامی مملکت کی حفاظت کے لیے جنگی سازوسامان سے مسلح رہنا رباط میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ ایک نماز کی ادائیگی کے بعد دوسری نماز کی بروقت اور جماعت کے ساتھ ادائیگی کے لیے فکرمند رہنا ہی رباط میں شامل ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں تمہیں وہ چیز بتاتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرمادیں اور تمہارے درجات بلند فرمادیں' وہ چیزیں یہ ہیں: (۱) وضو کو مکمل طور پر کرنا باوجود کہ سردی یا زخم وغیرہ کے سبب اعضاءِ وضو کا دھونا مشکل نظر آرہا ہو۔ (۲) مسجد کی طرف کثرت سے جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرتے رہنا۔ اس کے بعد فرمایا ''**ذالکم الرباط**'' (یعنی یہ بھی رباط فی سبیل اللہ ہے) امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا۔ اس حدیث کی رو سے امید ہے کہ جو شخص ایک نماز کے بعد دوسری نماز کی پابندی کرے اس کو بھی اللہ تعالیٰ وہ ثواب عظیم فرمائیں گے جو رباط فی سبیل اللہ کے لیے احادیث میں مذکور ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اصل رباط فی سبیل اللہ اس سے ایک مختلف چیز ہے اور وہ ہے اسلامی مملکت کی سرحدوں کی حفاظت کرنا اور کفار سے مقابلے کے لیے جنگی سازوسامان تیار رکھنا۔ احادیث میں اس کے بہت زیادہ فضائل آتے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ کے راستے میں ایک دن کا رباط تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے' صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ایک دن رات کا رباط ایک مہینے کے مسلسل روزے اور تمام شب عبادت میں گزارنے سے بہتر ہے اور اگر وہ اسی حالت میں مرگیا تو اس عملِ رباط کا روزانہ ثواب ہمیشہ کے لیے جاری رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا رزق جاری رہے گا اور وہ شیطان سے محفوظ و مامون رہے گا'' امام قرطبی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

> ''مسلمانوں کی کمزور سرحد کی حفاظت اخلاص کے ساتھ' ایک دن رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں کرنے کا ثواب سو سال کے مسلسل روزوں اور شب بیداری سے افضل ہے اور رمضان میں ایک دن کا رباط ایک ہزار سال کے صیام وقیام سے زیادہ افضل ہے۔''

رباط کے عمل کی اتنی زیادہ فضیلت یوں ہی نہیں ہے' مجاہدین اسلام اپنی جانیں ہتھیلیوں پر رکھ کر دشمن کے سامنے صف آراء ہوتے ہیں تو ایک ایک لمحہ موت کا پیغام ہوتا ہے مگر اللہ کے یہ سچے بندے اس خوف وہراس کی کیفیت کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مستعد اور تیار کھڑے ہوتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ کفار اسلامی سرحد کی خلاف ورزی کی کوشش کریں تو ان کا منہ توڑ جواب دیا جاسکے۔

تقویٰ

آیت کریمہ میں چوتھی بات تقویٰ کی بیان کی گئی ہے۔پچھلے ایک درس میں تقویٰ کی حقیقت مختصر طور پر بیان کی جا چکی ہے۔یہاں بس اتنا سمجھ لیجئے کہ تقویٰ نام ہے ہر دم اللہ رب العزت کی رضا جوئی کی تلاش میں رہنا اور اس کے قہر و غضب سے ڈرتے رہنا۔آیت بالا میں یوں سمجھ لیجئے کہ تقویٰ کو بطور شرط بیان کیا گیا ہے۔صبر ومصابرہ اور مرابطہ بغیر تقویٰ کے ثمر آور نہیں ہو سکتے۔

فلاح

آخر میں "**لعلکم تفلحون**" کہہ کر بتا دیا کہ کامیابی و ناکامی کا دارومدار ان چار چیزوں پر ہے۔فلاح کا وعدہ انہی لوگوں کے لیے ہے جن میں یہ چاروں صفات موجود ہوں اور فلاح کیا ہے؟ فلاح اس عظیم کامیابی کا نام ہے جسے دخول جنت اور جہنم سے نجات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام کا تصور فلاح عمومی طور پر رائج فلاح کے تصور سے بہت مختلف ہے۔عام طور پر دنیوی کامیابی اچھے بینک بیلنس، جاہ ومنصب اور عیش وتنعم کو انسانی فلاح کا نکتۂ عروج خیال کیا جاتا ہے جبکہ اسلام کا تصور فلاح یہ ہے کہ نفسِ انسانی تزکیہ حاصل کر لے اور اس کا دل معاصی سے پاک ہو کر اللہ تعالیٰ کی کبریائی کے آگے جھک جائے۔جب ایسا ہو جائے تو وہ عبدِ مومن فلاح کا حقیقی مستحق ہوگا۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا

(تحقیق کامیاب ہوا جس نے اپنے نفس کو سنوار لیا اور بے شک نامراد ہو جس نے اپنے نفس کو آوارہ چھوڑ دیا)

اور یہ تو اوپر بتا ہی دیا کہ فلاح نام ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور جنت النعیم میں دخول۔

آخری بات

موجودہ احوال میں زیر درس آیت ہمارے لیے ایک خاص پیغام رکھتی ہے۔یوں تو اللہ کی پوری کتاب ہی مومنین کے لیے ہدایت اور رہنمائی ہے لیکن اس آیت کو ہمارے حالات سے ایک خاص تعلق ہے۔اس وقت اہل دین بحیثیت مجموعی جن حالات سے گزر رہے ہیں اور جس طرح کے شدائد ومصائب نازل ہو رہے ہیں، دشمنانِ اسلام جس طرح خفیہ وعلانیہ سازشوں میں مصروف ہیں، ان کے پیش نظر ہر صاحبِ ایمان کو صبر وتقویٰ اور مصابرہ ومرابطہ کی طرف بطور خاص دھیان دینا چاہیے۔ان چاروں صفات کو اللہ تعالیٰ نے اکٹھا ذکر فرمایا ہے اور ان میں خاص حکیمانہ تعلق ہے۔مومن کی شان یہ ہے کہ وہ نصرانیوں کی طرح محض صبر کا پیکر نہیں بن جاتا بلکہ اہل ایمان کی قوت وسطوت اور شوکت کے لیے پیش آمدہ تکالیف پر صبر کرتا ہے اور ظاہری وباطنی دشمنوں سے ہوشیار رہتے ہوئے ان کی سرکوبی کے لیے کوشاں رہتا ہے۔اس سارے عرصے میں تقویٰ کی ڈھال کو اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔یہی وہ خاص پیغام ہے اس آیت کا جو آج کے مسلمانوں سے مخاطب ہے۔یہ چاروں نکات وہ خاص اصول ہیں جن میں ہماری دنیوی کامیابی اور اخروی فلاح مضمر ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید کے اس پیغام کو سمجھنے اور اس پر کما حقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

واللہ المستعان وعلیک البلاغ ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم